نوحۂ غم

از جناب مولوی عزیز الحق صاحب بی اے۔ بی ٹی علیگ پولیٹیکل ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ آف انڈیا

ہمیں یہ معلوم کرکے دلی رنج اور صدمہ ہوا کہ ہمارے محترم دوست مولوی سید مرتضیٰ علی صاحب جو کمانڈر انچیف کے ذاتی اسٹاف میں ہیں، کے چھوٹے بھائی مولوی سید حامد علی صاحب نے شملہ سے دہلی آتے ہوئے عالم غربت و مسافرت میں کالکا اسٹیشن پر ۲۶۔ جولائی ۱۹۳۹ء کو یکایک حرکتِ قلب بند ہو جانے کے باعث وفات پائی۔ مرحوم اپنے برادر بزرگ کی طرح نہایت شریف الطبع متواضع اور ملنسار تھے اور قومی درد رکھنے کی وجہ سے قومی کاموں میں بڑی گرمجوشی اور خلوص کے ساتھ حصہ لیتے تھے ذیل کا مرثیہ مرحوم کے دوست مولوی عزیز الحق صاحب نے لکھا ہے جسے ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ مرحوم کو بیش از بیش رحمتوں سے نوازے۔ اور تمام پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق ارزاں ہو آمین۔ تَعَزَّ فَاِنَّ الصبرَ بالحرِّ اجملُ ✤ ولیس علی ریبِ الزمانِ مُعَوَّلُ (برہان)

سُن رہا ہوں دوستو حامد علی کا جسمِ زار ‏ ‏ لا سکا اُس کے بڑے دل کی نہ آخر کو سہار
جھڑ رہے تھے اُن تبسم آشنا ہونٹوں سے پھول ‏ ‏ یک بیک پرواز پر مائل ہوئی جانِ نزار
روح کو پستی کی جانب جانے سے انکار تھا ‏ ‏ کالکا آتے ہی اُس نے کر لیا قصدِ فرار
اے اجل کیا کثرتِ احباب سے اندیشہ تھا ‏ ‏ کس لیے شملہ سے جانے کا تھا تجھ کو انتظار
خاکِ دہلی کیا ابھی باقی ہے تجھ میں کشش ‏ ‏ اپنی مٹی کو کیا خود اپنے ہی زیبِ کنار

کوہِ شملہ کس قدر سونا ہے حامد کے بغیر
رو رہا ہے آسماں بھی ان دنوں زار و قطار

وادیاں اس کے قدم کے واسطے بیتاب ہیں
جھینگروں کا نالۂ وحشیوں ہے کتنا دلفگار

چشم نم ہے سبز جوڑے ہی میں صحرا کی دلہن
سوگ میں کوہ و دمن ماتم میں ہیں باغ و بہار

چشمہ ہائے آب ہیں اس سانحہ پہ اشک ریز
روئے مہر افسردہ ہے، اور سینۂ مہ داغدار

آہ کیا معلوم تھا ہم سے جُدا ہو جائیگا
آنکھ ترسیگی ہائے لذتِ دیدارِ یار

تُو تو یہ کہہ کر گیا تھا جلد واپس آؤنگا
تیرے بھولے مُنہ کا ہم نے کر لیا کیوں اعتبار

ایسی خفگی کس لیے ہے کیوں ہے یہ آزردگی
شیشۂ دل پر نہ آتا تھا کبھی تیرے غبار

پیکرِ مہر و وفا تھا سراسر اخلاص تھا
دردمند و غمگسار و دستگیر و جاں نثار

دوستوں سے دوستی اور دشمنوں سے آشتی
تھی یگانوں سے محبت اور بیگانوں سے پیار

تیرا سینہ الفتِ احباب سے معمور تھا
کیا سبب ہے تجھ کیا کیوں وہ محبت کا شرار

دیکھ تو روتی ہے تجھ کو انجمن اسلامیہ[1]
اور ہے جمعیتِ انصار[1] تجھ بن بے قرار

اُٹھ کہ بالو گنج کی مسجد[2] کا نقشہ آگیا
آ بتا کس طرح ہو تعمیرِ محراب و منار

تیرا بھائی تیرے غم میں کس قدر پژمردہ ہے
تیری دلہن تیرے ماتم میں بنی ہے سوگوار

آہ کیا تو واقعی اب ہم سے رخصت ہو گیا
کیا خیالِ خام ہے ہر دم یہ تیرا انتظار

جانتا ہوں اے فلک ہے عمر انساں مختصر
لیکن اتنا بھی نہ تجھ کو چاہیے تھا اختصار

موت کے تاریک بادل چھا گئے واحسرتا
آفتابِ عمر ابھی پہنچا ہی تھا نصف النہار

اس جہانِ بے بقا میں آب و گل کے کھیل میں
موت پر قابو نہ ہم کو زندگی پر اختیار

ٹھہر سکتی ہے بھلا کس طرح اے ناداں بشر
تندئ سیلِ حوادث میں تری مشتِ غبار

قبر تیری حشر تک ٹھنڈی رہے یارِ عزیز
رحمتیں ہوں تجھ پہ باقی بے حساب و بے شمار

[1] و [1] شملہ کے دو اسلامی ادارے جن کی مرحوم نے بےنظیر خدمت کی۔ [2] ایک مقامی مسجد جو مرحوم نے سرنو تعمیر و توسیع